وَمَآ اٰتَیۡتُمۡ مِّنۡ زَکٰوۃٍ تُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ

اور جو تم (محض) خدا کی رضاجوئی کے ارادے سے زکوۃ دوگے تو دگنا (تگنا) ثواب پاؤگے

احیاء المسلمین

علیٰ

فریضۃ الزکوۃ

مصنفہ

مولوی محمد احسن صاحب اکزیکٹیو انجنیر

قاسم پریس چھتگلگوڑہ میں طبع ہوا

سنہ ۱۳۳

الله

الحمد لله الذی جعل الزکوٰة رکنا ثانیا للاسلام وقدمها علی الحج والصیام حیث اسرد فیها بالصلوٰة فی امام الکلام والصلوٰة والسلام علی سیدنا محمد خیر الانام وعلی آلہ وصحبہ الکرام

انسان جب دنیا مین پیدا ہوتا ہے تو اوس کے ساتھ ہی حقوق اور فرائض کی ذمہ داریان بھی اوس کو لاحق ہوتی ہین۔ مبارک وہ انسان ہے کہ جو حتی الامکان سب کے حقوق بجا لائے اور سب ذمہ داریون سے سبکدوش ہو کر اس دنیائے ناپائدار سے ایمان کیساتھ راہی ملک بقا ہو جس انسان نے کسی کی حق تلفی کی ہو تو ہم اسکو ظالم کہین گے اور جس نے حقدار کو اُسکا

حق پہونچا دیا ہو ہم اوسکو عادل کہین گے چونکہ عدل ایک ایسی صفت ہے
جس کو ہر کوئی اچھا جانتا ہے اور ظلم ایک ایسی مذموم صفت ہے جس کو
ہر شخص برا سمجھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حق پیدا کیونکر ہوتا ہے اور اوسکے
وجود کا اصلی سبب کیا ہے ہمارے نزدیک اصلی سبب حق کے وجود کا اتصال
اور قرب ہے اگر اتصال اور قرب نہیں تو حق بھی نہیں غرضکہ کوئی حق
(عام اس سے کہ وہ حق اللہ ہو یا حق عباد کیونکہ حقوق عباد میں حقوق والدین ہوں
یا حقوق زوجین حقوق بیٹا بیٹی ہوں یا حقوق ساکین حقوق ہمسایوں یا حقوق
ملک) دائرہ اتصال سے باہر اور قرب سے [illegible] اگر اتصال کی دوری کو کاٹ
دیا جائے تو حقوق کے سوتے خشک ہوجائینگے اور ان کی [illegible]
جاوینگے جہانتک سلسلہ اتصال اور قرب قائم رکھوگے وہین تک سلسلہ حقوق
سلسلہ پیوستہ رہیگا خلاصہ یہ کہ ساری دنیا کا نظام اسی اتصال کی زنجیر سے
وابستہ ہے خدا تعالی کے حقوق کا اتصال ہم سے کیونکر ہوا [illegible] اس کا جواب
یہ ہے کہ یہ سب کائنات اوسی کی ہے ہم مخلوق وہ خالق وہ [illegible] ہم [illegible] وہ
ہم سے قریب اور ہمارا ناظر ہم اوس کے سامنے حاضر وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي
فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ اور نَحْنُ أَقْرَبُ
إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔
قرب ذاتی مراد رکھو یا قرب علمی وہ ہر حال میں ہم سے قریب ہے۔

[illegible] گنہگار اندر ہے

رہے حقوق عباد ان کا سبب بھی وہی اتصال ہے ایک اتصال تو یہ ہے

کہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد [illegible]

ہیں دوسرا اتصال یہ ہے کہ ایک ہی خدا کے بندے ہیں ایک ہی نبی کے کلمہ گو امت

قرابت اخوت اسلام [illegible] حقوق کے لئے اسی میں وہی اتصال اور [illegible] جب

[illegible] کی بہاں نظر آویگی جب حقوق کی یہ حالت ہے تو ان کی ادائی

بھی فرض ہے اگر ان حقوق کو بجا نہ لایا جائے تو وہ عین ظلم ہے اسی وجہ سے

اللہ تعالی نے حقوق مسلمین سے ایک حق اسلام زکوٰۃ کو بھی رکھا ہے تا کہ ہر ایک

مالدار مسلمان اپنے بھائی مفلس اور حاجت مند مسلمان کا حق من حیث الاسلام

ادا کرے۔

نماز ہم اگر نہ پڑھیں تو ہمنے حق خداوندی ادا نہیں کیا اور خدا کے گنہگار ہوئے لیکن اگر ہم زکوٰۃ نہ دیں تو ہمنے گویا دو حقوق تلف کئے ایک تو حق خداوندی کہ اسکے حکم کی تعمیل نہیں کی دوسرے حق عباد کہ مسلمان بھائی کی خبر نہ لی اسی واسطے خداوند تعالی جل شانہ نے قرآن پاک میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بیاسی جگہہ ملا کر ارشاد فرمایا ہے اور اوس کو ویسا ہی واجب التعمیل قرار دیا ہے جیسا نماز کو جو وعید تارک صلوٰۃ کے لئے آئی ہے اس سے بڑھکر دھمکی مانعین زکوٰۃ کیلئے وارد ہوئی ہے چنانچہ سورۂ توبہ کے پانچویں رکوع میں ارشاد پاک ہے

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (ترجمہ) اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ کرکے رکھتے ہین اور اللہ تعالی کی راہ مین اون کو خرچ نہین کرتے اون کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیں دن کہ وہ سونا اور چاندی دوزخ کی آگ مین گرم کیا جائے گا پھر اون لوگون کی پیشانیان اور پسلیان اور پیٹھین داغ دی جاوینگین اور اون سے کہا جاویگا یہ سزا اسکی ہے جو تمنے اپنے لئے دنیا مین جمع کرکے رکھا تھا آج اپنے جمع کرنے کا مزا چکھو۔

احادیث کثیرہ مانعین زکوۃ کے وعید مین آئی ہین سب سے بڑھکر وعید جو مانعین زکوۃ مین آئی ہین وہ یہ حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹ اور بکریون والا اور گائے والا اپنے جانورون کی زکوۃ نہین دے گا قیامت کے دن وہ جانور موٹے اور فربہ ہوکر آوینگے اور جسنے زکوۃ نہین دی ہے اوس کو اپنے سینگون سے مارینگے اور کہرون سے اور پیرون سے کچلین گے جب ایکدفعہ گذرینگے تو پھر دوسری دفعہ آئینگے غرضکہ اسی طرح کا عذاب ہوتا رہیگا ح دوسری حدیث مین ہے کہ مالدار آدمی کا مال گنجا سانپ ہوکر اوس کو لپیٹ جاوے گا اور اوسکو کاٹتا رہے گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین ایکدن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آیا اور وہ وقت آپ خانہ کعبہ کے نیچے تشریف فرما تھے آپنے مجھکو دیکھکر
فرمایا وہی لوگ زیادہ نقصان پانیوالے ہین مینے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہین
آپنے ارشاد فرمایا کہ جنکے پاس مال بہت ہے وہی نقصان پانیوالے ہین لیکن وہ
لوگ جو اپنے مال کو خدا تعالی کی راہ مین خرچ کرتے ہین اونکو نقصان نہین ہے
حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن
لوگون نے زکوۃ کو روکدیا اللہ تعالی نے اوس قوم کو قحط مین مبتلا کیا حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن
تونگرون کی خرابی ہے اسلیے کہ فقرا اوسدن تونگرون کا ظلم جناب باری مین عرض
کرینگے۔ اے پروردگار ان اغنیا نے ہمارے حقوقکو جو تونے اونپر فرض کیے تھے
تلف کردیے اور ہمپر ظلم کیا پروردگار جل شانہ ارشاد فرمائیگا میری عزت اور جلال
کی قسم مین اون سے معاوضہ لونگا اور اونکو اپنی رحمت سے دور کردونگا پھر حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ
لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ یعنے اونکے مال مین ایک حصہ مانگنے والونکا اور ایک حصہ
محروم کا ہے یعنے وہ شخص جو صورت سوال ہے لیکن بذلت سوال کی وجہ سے
دست سوال دراز نہین کرتا۔

خلاصہ یہ کہ زکوۃ کا نہ دینا دو طرح کی معصیت ہے ایک تو خداوند تعالی کے حکم کی نا

دوسرے بندگان خدا کی حق تلفی قطع نظر [illegible] زکوٰۃ [illegible] بنا بر فضلہ
بھی ہے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو بخیل کو برا نہ جانتا ہو اور [illegible] وجہ
سخاوت کو اچھا نہیں سمجھتا [illegible] فرشتہ جناب باری میں
بخیل کے حق میں بد دعا [illegible] دعا [illegible] اللھم اعط
منفقا خلفا واعط ممسکا تلفا [illegible] اور
اور روک رکھنے والے کا مال تلف کر [illegible] بخل مذموم صفت کیوں ہے
اور سخاوت محمود کیوں اسکی وجہ یہ ہے کہ بخل سے قساوت قلبی اور [illegible] دلی پیدا ہوتی
اور سخاوت سے نرم دلی اور شجاعت ہوتی اکثر بخیلوں کو بزدل پایا ہے اور [illegible]
یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثلاث مهلكات شح مطاع
وھوی متبع واعجاب المرء بنفسہ یعنی تین چیزیں آدمی کو ہلاک
کرنیوالی ہیں ایک تو بخل جس کا ہر طرح سے مطیع رہنا مال کی محبت سے کسی کو
کچھ نہیں دینا دوسری خواہش نفس کی پیروی تیسری خود پسندی خدا تعالی نے
اس صفت بخل کے دور کرنے کیلئے زکوٰۃ فرض کی ہے کیونکہ اصل بخل کا سبب
محبت مال ہے اور کسی چیز کی محبت جب ہی جاتی ہے کہ اسکو جدا رکھا
جائے اور جبتک کہ نفس کو اسکے مفارقت کی عادت نہ ڈالی جاوے تب تک یہ
صفت مذموم جدا نہیں ہو سکتی اسی وجہ سے زکوٰۃ کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بخل کی
ناپاکی سے جو ہلاک ہے انسانکو پاک کرتی ہے اور جب بیماری بخل سے پاک ہوگا

اور مال کے دینے سے خوش ہوگا تو اُسکو راحت ملیگی اور ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے
کہ ہمیشہ ہم سخی کو خوش و خرم پاتے ہین اور بخیل کو ہمیشہ رنجیدہ اور غمگین اسیواسطے
حکیم استاد شیخ سعدی فرماتے ہین ۔ ؎

سخیان از اموال برمیخورند ۔ بخیلان غم سیم و زر میخورند ۔

اچھا اور آگے چلئے ذکر تو کیا دنیا شکر نعمت ہے اور نہ دینا کفران نعمت اب
اسکا ثبوت کہ یہ کفران نعمت کیون ہے یہ سوال ہے ہمین اختیار ہے چاہین دین
چاہین نہ دین لیکن ایسا نہین ہے ہمکو ایک مثال سے سمجھو لوگے ہمارے بہت
سارے غلام ہین ان مین سے ہم کسی غلام کو نازونعم سے بہرہ ور کرین اور اپنی دولت کا
دیگر کو انکا رہنما بنائین پھر ان سب پر سرپرست اور خادم اور غلام ہین جو ان سے
درجہ مین کم ہین اور انکے پاس ہین دولتمند غلام سے کہین کہ ان کم درجے کے غلامونکو
بھی بقدر ضرورت دیدیا کرو اسکے برعکس دولتمند غلام اپنے آقا کے دوسرے
غلامونکی خبر نہ لے تو اپنا گھر بھرے کیا ایسے غلام سے ہم راضی ہوسکتے ہین ہرگز
ہرگز نہین یہی نسبت ہم بندون کو ذات باری تعالی کے ساتھ ہے یعنی کائنات
سب اللہ تعالی کی ملک ہے یعنی مخلوق سب اللہ تعالی کی غلام وَلِلّٰهِ مَا فِی
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالی نے اپنے فضل سے بعض غلامون کو دولتمند
کیا اور بعض کو حاجتمند بنایا تاکہ ایک دوسرے کے تعلقات وابستہ رہین اور ایک دوسرے
کے حاجت روا وَجَعَلْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

اگر دولتمند غلام خدا کی ملکیت کو اپنی ملک سمجھے اور یہ کہے کہ یہ نعمت اوسکی
ہوئی ہے اور جب اوس سے پوچھا جائے کہ تجھکو یہ دولت کہان کسنے دی اور عقل
کس نے عنایت فرمائی وہ صاف یہی کہیگا کہ خدا نے لیکن جب خدا نے دی تو
یہ مال اور دولت بھی اوسیکی ہے ہم صرف نگران ہین اوسکو چاہئے کہ اوسکی دولت
مین کیا حقوق ہین اون کو پہچانے اور اوسی طرح صرف کرے جیسا کہ اوس کے اصلی
مالک نے ارشاد کیا ہے یہ نہین کہ زبانی خدا کے بندہ ہونیکا دعوی کرکے عبد الدرہم
والدینار بنے یا لہو ولعب اور ذاتی تعیشات اور اسرافات مین دولت کو اڑادے
غربا اور مساکین کا حق ادا نہ کرے ایسا بندہ فی الحقیقت بندۂ خدا نہین ہے بلکہ بندہ
درہم و دینار ہے جو ہر طرح سے گندہ ہے۔

توحید کو اسرار پر اگر نظر ڈالو تو معلوم ہوگا کہ کلمہ توحید کا ایک جز زکوۃ ہے اگر کوئی خدا کی وحدانیت کا اقرار
کرے اور زکوۃ نہ دے تو گویا اوسکو خدا کی وحدانیت مین کلام ہے ناظرین کو یہ امر سنکر تعجب ہوگا کہ زکوۃ کو توحید
سے کیا تعلق توحید اعتقادی مسئلہ زکوۃ من قبیل اعمال اور عبادت۔ کجا کلمہ توحید
کجا زکوۃ لیکن اگر تعمق کی نظر سے دیکھوگے تو صاف کھل جائیگا کہ واقعی زکوۃ بھی
جزو کلمہ توحید ہے اسلئے کہ توحید اوس کو کہتے ہین کہ اللہ تعالی کو ایک جانے اور
اسکی محبت اور عبودیت مین غیر کو شریک نہ کرے زکوۃ کا ندینے والا خدا کی محبت مین
مال کی محبت کو شریک کرتا ہے اور شرک خدا کے پاس گناہ کبیرہ ہے اِنَّ الشِّرْكَ
لَظُلْمٌ عَظِيمٌ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اللہ تعالی نے اس شرک سے

نجات پانیکے لئے طریقۂ زکوۃ نکالا تاکہ بندون کو رفتہ رفتہ مال کی محبت کم ہو جائے اور خدا کی محبت مین مال کی محبت کو شریک نہ کرین۔

مرتبۂ توحید مین تین قسم کے لوگ ہین ایک تو وہ جنکی توحید کامل ہے اور خدا کی محبت مین وہ ایسے کامل اور مضبوط ہین کہ اونکو مال کی محبت شمہ بھر بھی نہین اور نہ مال پر بھروسا لبعض اکابر اولیاء اللہ سے کسی نے سوال کیا کہ دوسو درہم مین زکوۃ کسقدر ہے انھون نے فرمایا عوام کے لیے شرع کی رو سے پانچ درہم واجب ہین لیکن ہم لوگون پر سب کا سب دے ڈالنا واجب ہے اسی جہت سے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے خرچ کرنیکی فضیلت بیان کی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنا مال سب حضور اقدس کی خدمت مین لیکر حاضر ہو گئے جب حضرت نے پوچھا کہ اے صدیق تمنے اپنے اور اہل وعیال کیلئے کیا چھوڑا آپ نے فرمایا اللہ اور رسول کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لیکر حاضر خدمت ہوئے حضور نے فرمایا کہ اے عمر تمنے کسقدر اپنے عیال اور اطفال کے لئے چھوڑا انھون نے فرمایا جسقدر رکہ آپکے پاس لیکر حاضر ہوا ہون آپنے فرمایا تم دونون مین ویسا ہی فرق ہے جیسا کہ تم دونون کے کلمون مین ہے غرضکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرتبۂ صدق اور محبت مین ایسے کامل نکلے کہ آپ نے سوائے محبوب یعنے اللہ اور رسول کے اور کچھہ نہین رکھا اور اسی وجہ سے اون کا مرتبہ تمام دوسرے صحابہ سے فایق ہوا

دوسرے وہ لوگ ہین جو علاوہ زکوۃ کے اور طرح بھی مال خیرات اور مبرات
دیتے ہین اور بقدر ضرورت مال کو روک بھی رکھتے ہین تیسرے وہ لوگ ہین
کہ جو صرف زکوۃ پر قناعت کرتے ہین اور زکوۃ سے زیادہ مال اپنا نہین دیتے
یہ لوگ سب سے آخر درجہ مین ہین اور ہمکو بحث انھین لوگون سے ہے
کیونکہ زکوۃ کے احکام مقتضی تھے کہ ایسی طبیعت عامہ کیساتھہ ملحوظ ہون کہ جس کا
ہر مالدار مکلف ہوسکے کیونکہ اگر حکم پہلے قسم کے لوگون کیساتھہ متعلق ہوتا تو وہ تکلیف
مالایطاق تھی اور اگر حکم متوسط لوگون کے طبایع کے موافق ہوتا تو اوسکو کم درجہ
کے مالدار قبول نہ کرتے اور اون پر بھی بار گزرتا لہذا حکم زکوۃ ایک ایسی عام
طبیعت کے ساتھہ ملحوظ رکھا گیا کہ جس کو اعلی سے اعلی مالدار اور کم سے کم درجہ کا
مالدار پورا کرسکے اور زکوۃ مین بھی ایسی ہی سہولتین رکھی گئین جیسی نماز مین یعنے بوجہ
بیماری وضو نہ ہوسکے تو تیمم کرے اور کھڑے ہوکر نماز نہین پڑھ سکتا ہے تو بیٹھکر
پڑھ لے یہی حالت زکوۃ کی بھی ہے اولاً زکوۃ کے لیے ملک نصاب شرط ہے
یعنے اگر مال بقدر نصاب ہے تو زکوۃ ہے اور اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ نہین
اور پھر مقدار زکوۃ مین بھی اتنی کمی رکھی گئی ہے کہ وہ بالکل قلیل ہے یعنے مال کا چالیسوان عله

حاشیہ عله زکوۃ کے نصاب مین نصاب کا چالیسوان حصہ دینا ایک ایسا کلیہ ہے کہ کہین نہین ٹوٹتا ہم
مختصر نصاب سونے چاندی اور سکون کا یہان بتلا دیتے ہین تفصیلی نصاب مبسوط کتابون مین ملاحظہ کیجیے۔
چاندی (۵۲ تولہ ۶ ماشہ) مین ۱ تولہ ۳ رتی   کلدار (۵۴ روپیہ ۱۱ آنہ ۶ پائی) پر ۱ روپیہ ۵ آنہ ۱۰ پائی

حصہ یعنے دوسو درہم مین پانچ درہم یا ڈھائی فیصدی یہ نصاب آج کل کے حساب سے
تخمیناً للعہ ۹ ۶ پائی کالدار یا تین پونڈ نو شلنگ انگریزی ہوتا ہے جسپر صرف عہ ۵ر
۱۰ پائی زکوۃ واجب الادا ہوتی ہے اور یہ بھی شرط ہے کہ رقم یا مال نصاب پر پورا ایک
سال گزرا ہو یعنی ہر سال مین صرف ایکہی دفعہ اسقدر چالیسوان حصہ دینا واجب ہوگا علاوہ برین
مال مین بھی یہ قید رکھی گئی کہ مال مالک نصاب کے قبض وتصرف مین ہو
خواہ قبضہ حقیقتہً ہو یا حکماً جو مال مالک نصاب کے قبضہ مین نہین ہے یا اُسکے
وصول ہونیکی امید نہین ہے اوس پر زکوۃ بھی نہین باوجود حکم شرعی ہمپر اسقدر آسان
ہونیکی پھر اکثر مسلمان زکوۃ سے غافل رہین تو سخت تعجب ہے اس غفلت کا نتیجہ
یہ ہو رہا ہے کہ سیکڑون شریف خاندان اور صدہا غریب مسلمان تباہ ہوئے
جارہے ہین مسلمانون کی نا اتفاقی کے اسباب پر جب ہم غور کرتے ہین تو اُنہین
ایک سبب ہمکو مسلمانون کی نااتفاقی کا حسد اور رشک بھی معلوم ہوتا ہے یعنے
ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائی کی ترقی کو دیکھہ نہین سکتا اب سوال
یہ ہے کہ حسد کیون پیدا ہو گیا اس کا بھی بڑا سبب زکوۃ کا ندینا ہے کیونکہ یہ
قول مسلمہ ہے الانسان حریص علی ما منع لہ یعنے انسان سے جب کوئی
شئے روک دی جاتی ہے تو وہ شدت سے اوسکی حرص کرتا ہے اور حرص ہی باعث

بقیہ حاشیہ
سونا (۷ تولہ ۶ ماشہ) مین ۲ ماشہ ۲ رتی — پونڈ (۳ پونڈ ۹ شلنگ) پر عسعہ ۵ر ۱۰ پائی
(۲۰۰ درہم) مین ۵ درہم — سکہ محبوبیہ (۵۲ روپیہ ۷ر) پر عسعہ ۱۴ر ۱۰ پائی

رشک وحسد ہوتا ہے اگر دولتمند مسلمان اپنے غریب ہمدرد مسلمان بھائیونکی مدد کرین تو کس لیے یہ حسد کی آگ بھڑکے۔ اور کیون سخاوت در تباغض کا بازار گرم رہے کیون خونریزیان اور چوریان ہون معلوم ہوتا ہے کہ زکوۃ کے نہ دینے کی وجہ سے جرایم بھی زیادہ ہوتے ہین۔

اس وقت بڑا دہبہ اسلام پر افلاس کا ہے جس کی وجہ سے غیر قومین مسلمانون کو ذلیل وخوار سمجھتے ہین اگر مفلس مسلمانون کے افلاس کو زکوۃ سے دور کیا جائے تو کوئی غریب مسلمان بہیک مانگتا نظر نہ آئے اور غیر قوم کے لوگونکو اعتراض کا موقع نہ ملے اسی مدزکوۃ سے بیوائیون کے نکاح کا انتظام لاوارث یتیم بچون کی خبر گیری مسافرون کی مدد راہ کی سبیل فقرا اور مساکین کی معیشت جو لوگ دین اسلام مین داخل ہون انکے تالیف قلوب کے لیے خورد و نوش کا اہتمام جو مولوی دینی علوم سے فارغ التحصیل ہون اونکے ذریعہ سے اشاعت اسلام کا انتظام اندھے لولے لنگڑے کوڑھی شیخ فانی کے لیے بیت المعذورین غرضکہ دنیا بھر کے قومی کام اس زکوۃ سے ہو سکتے ہین۔

زمانہ سابق مین اگرچہ شریعت اسلام نے اس فریضہ پر جبراً عمل کرایا تہا اور اسکا وصول کرنا حاکم وقت کے متعلق تہا اور اوسکے وصول کا طریقہ یہ تھا کہ حاکم وقت کی طرف سے عاملین زکوۃ مقرر تھے اور وہ تمام روپیہ بیت المال مین جمع رہتا تھا اور بیت المال ہی سے مستحقین کو دیا جاتا تھا لیکن اب نہ ویسی اسلامی اور شرعی

حکومت ہے نہ اسطرح کے عاملین زکوٰۃ نہ وہ جرارت نہ ہمت ع زمانہ دگر گونہ آئین

تہا دہ ع آن قدح بشکست وآن ساقی نماند۔ کرین توکیا کرین چُپ رہین تو بھائی مسلمانونکی ہلاکت اور تباہی دیکھی نہین جاتی کہین توکون سُنتا ہے نقارخانہ مین طوطی کی آواز لہذا ایسے وقت مین مسلمانونکی موجودہ حالت اور حکومت کو دیکھتے ہوئے یہ رائے قایم ہوئی ہیکہ وَتَمَاوِنُهُمْ فِي الْاَمْرِ پر عمل پیرا ہوکر خود اس کام کو اکابرین قوم کے حوالہ کیا جاوے تاکہ خود قوم وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ پر عمل پذیر ہوکر اس کام کو انجام دے۔ اور قومی انجمنون سے اس فریضہ کی تکمیل کی جاوے۔

آجکل بفضلہ تعالیٰ تمام دنیا کے مسلمانونمین قومی ہل چل پائی جاتی ہے اور اکثر مسلمانون کی حکومتین شخصیت کو چھوڑکر اپنی اصلی حالت (یعنے جمہوریت) پر آرہی ہین اسلیے ایک ایسا امر یعنے فریضہ زکوٰۃ جو تمام ممالک کے مالدار مسلمانونسے وابستہ ہے سوائے قومی اجتماع اور اسلامی ہمت کے پورا ہونا ناممکن ہے لہذا ہماری تجویز یہ ہے کہ تمامی اسلامی دنیا کیلیے ایک صدر انجمن مُدِيْرِ فَرِيْضَةِ زَكوٰة قایم کیجاوے اور اُسکے ماتحت تمام ممالک مین ملکی انجمنین رکھی جاوین اور ہر ملکی انجمنونکے زیر نگرانی مقامی انجمنین قایم کی جائین۔

زکوٰۃ کا وصول کرنا اکثر مقامی انجمنونکا فریضہ ہوگا اور طریقۂ خرچ اسی اصول پر مبنی ہوگا کہ جسطرح شرع نے اجازت دی ہر سال زکوٰۃ کا ایک بہت بڑا حصہ مقامی ضروریات کیلیے رکھا جاویگا اور اُنہین سے ایک مقررہ حصہ انجمن ملک کو روانہ کیا جاویگا ملکی انجمن ملکی

ضروریات کو پورا کرنیکے بعد ایک مقررہ حصہ صدر انجمن میں ہر سال بھیجدیا کرینگی
تاکہ رقم زکوۃ کے ذریعہ سے تمام دنیا کی عمومی قومی ضروریات رفع ہوا کرین۔

مقامی انجمنونکے اراکین وہی ہونگے کہ جنکو مقامی ہمدردو مسلمان انتخاب کرین
اور انجمن ملک کے اراکین وہ ہونگے کہ جنکو مقامی انجمنونکے اراکین انتخاب کرین اور
صدر انجمن کے اراکین وہ ہونگے جنکو انجمن ملک کے اراکین انتخاب کرین۔

یون تو اتحاد کی صدائین بہت سنی جاتی ہین اور اتفاق کی بہت ساری
آوازین گونج رہی ہین لیکن ایسے زبانی جمع وخرچ سے کچھہ کام نہین چلتا جبتک روپیہ
کی جمع اور خرچ نہ ہو۔ ہمنو اوسکو اپنا دوست سمجھتے ہین اور اوسی کے اتحاد کا دم بھرتے
ہین کہ جو مصیبت کے وقت جان و مال سے ہمارے کام آوے اور آفت کے وقت
ہمارا ساتھہ دے ع دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست۔ در پریشان حالی و درماندگی
جو لوگ مسلمانون مین قومی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنا چاہتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ
ہم ہر طرح سے اپنے بھائی مسلمانونکی ہمدردی کرین تو اونکے لیے یہی نسخہ زکوۃ کا تجویز
کہ جاری کیا جاوے تاکہ زکوۃ کے ذریعہ سے اتحاد قایم ہو۔

اگرچہ فی زماننا ہماری قوم مین بھی بعض حضرات ایسے ہین کہ جو زکوۃ نکالتے ہین
اور خیرات اور قومی کامون مین روپیہ سے مدد کرتے ہین لیکن اکثر مواقع پر دیکھا
گیا ہے کہ خیرات کا طریقہ جیسا کہ چاہیئے اوس اسلوب پر نہین ہے اول تو خیرات ہی
بدتمیزی سے بٹتی ہے دوسرے مستحقین اور غیر مستحقین کا لحاظ نہین ہوتا اور اگر مستحق کو بھی